(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel aInstitute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Film songs of Ghazal poets

غزل گو شعراکےفلمی گیت

Syed Khurrum Bukhari
Phd Scholar, Department of Urdu, Government College University Faisalabad
Dr. Mamuna Subhani
Associate Professor, Department of Urdu, Government College Faisalabad
memunasubhani@gcuf.edu.pk

Abstract

Film is the best medium of entertainment. After its birth, filmmaking proved to be a unique invention of the modern age. Songs have great importance in the films of the subcontinent, and have been an integral part of films since the beginning of filmmaking. Poetry and film–notions and emotions have always been in a strong relationship. They tracked the human mind for proper propagation and found many professions for expression, for example, war, invention, and literature. Arrangements of beautiful and impressive words cast a profound effect on the minds and souls of human beings. Ghazal goo poets of the subcontinent like Meer Taqi Meer, Mirza Ghalib, Bahadur Shah Zafar, Sahir Ludhyanvi, Jiger Murad Abadi, Habib Jalib, Allama Iqbal, Gulzar, Saif uddin Saif, Kaifi Azmi, and Meer Anis, etc. left indelible prints on the minds of the audience, thus the entry of poetry became a part and parcel for films. Lively and laconic words of renowned ghazal goo poets with a combination of composer's music become the hot cake for the exclusive success of a film. Songs generally perceived to be a very good entertainment that made its transition to film lyricism quite successful. The investors thought filmmaking was the most attractive source for better profits. Keeping in mind this article will analyze the songs of these poets.

فلم ایک ایسا شعبہ ہائے زندگی ہے جو کسی بھی ملک و قوم کے بیانیے کو تقویت دیتاہےاقوام اپنے بیانیے کےابلاغ کے لیےفلم کااستعمال کرتےہیں سیاست ہو ، جنگ ہو ، حکمت عملی ہوان کے تناظر میں فلمیں بنائی اور پیش کی جاتی ہیں اسی طرح اقوام اپناادب فلم کے ذریعےبھی پیش کرتےہیں فلم کےفن نے گیتوں سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا برصغیرکی فلمی تاریخ گیتوں کےبغیرادھوری تصورکی

غزل گو شعراکےفلمی گیت

جائے گی کیوں کہ گیت برصغیر میں بننے والی فلموں کا بنیادی عنصرہے شاید ہی کوئی ایسی فلم ہو جس میں نغمات شامل نہ ہوں فلم کےابتدائی دور میں تو کافی تعداد میں گیت فلم کا حصہ ہوتے تھے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں کمی واقع ہوتی گئی اور زیادہ توجہ فلم کی کہانی کی طرف مرکوز کی گئی گیتوں اور موسیقی کو عادل شاہی دور میں ترقی اور ترویج ملی گیت ایسی صنف ہے جس میں غنائیت اور جمالیات بہ درجہ اتم شامل ہوتی ہے گیتوں کا ذکرکرتےہوئے قیصر جہاں لکھتےہیں:

”گیت دورِ قدیم سےانسان کےبےاختیاراور شدید جذبات کا غنائی اظہار رہاہے(۱)“

گیت تین قسم کےہوتےہیں ان میں سےایک قسم کلاسیکی گیتوں کی ہے جو گیتوں میں سب سےپرانی قسم ہے یہ کسی راگ یا راگنی کی صورت میں ملتےہیں یہ ایک پیچیدہ طریقہ ہے کیوں کہ بغیر گیتوں اور موسیقی سے واقفیت کےان کو سمجھنا محال ہوتاہے کلاسیکی گیتوں کادائرہ عمل محدود ہے گو کہ ان نغمات کوا ج تک عوام پسند کرتےہیں مگران گیتوں کو مخصوص لوگ ہی سنتےہیں اوران کی پسندیدگی کادائرہ بھی بہت محدود ہے گیتوں کی دوسری قسم نیم کلاسیکی گیت ہیں یہ کلاسیکی نغمات سےاس لحاظ میں مختلف ہوتےہیں کہ فنی اصولوں میں کچھ ردوبدل کےبعد ان کو پیش کیا جاتاہےان گیتوں کو عوام کی طرف سے زیادہ پذیرائی ملتی ہے کیوں کہ ایک عام آدمی کی سمجھ میں آسانی سےا جاتےہیں ان گیتوں میں تنوع پایا جاتاہے یہ نغمات کلاسیکل اور جدت کاا میزہ ہوتےہیں تال اور سُرکے ساتھ ساتھ ان میں راگ اور راگنیاں بھی شامل ہوتےہیں تیسری قسم کا تعلق بہ راہ راست معاشرے سے ہے جن کوایک عام آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتاہےاوران سے لطف اندوز ہو سکتاہے یہ عامی گیت یا لوک گیت کہلاتےہیں ان گیتوں کے لیے کسی خاص سانچے کی ضرورت نہیں ہوتی ان میں لےاور دھن کو مد نظر رکھ کر تیارکیا جاتاہے کلاسیکی ، نیم کلاسیکی اور فوک یا لوک گیت مل کر فلمی گیت کو جنم دیتےہیں فلم کی کہانی کوا گےبڑھانےاور تفریح کو دوبالا کرنے کے لیےفلموں میں نغمات شامل کیے جاتےہیں جاں نثاراختر” فلم اور گیت “میں لکھتےہیں:

”ظاہرہے کہ گیتوں کا ناتا کہانی سے جڑا ہوتاہے(۲)“

فلم کے گیت فلم کی تکمیل میں ناگزیر عنصرہے بعض فلمیں صرف اپنے گیتوں کی وجہ سے کامیابی سےہم کنار ہوتیں ہیں عوام میں فلم کے گیتوں نے سب سے زیادہ دل چسپی کا موقع فراہم کیاہے اس میں بے حد تنوع ہے عوام اور ناظران کوبے حد پسند کرتےہیں فلموں میں گیت واقعات او ر موقع کے حساب سے موثراضافہ ہوتےہیں- فلم کی کہانی کوا گےبڑھانے میں یا کہانی کی سمجھ بوجھ کے لیے

غزل گو شعراکےفلمی گیت

گیت بے حد تعاون فراہم کرتےہیں کیوں کہ ان میں خاص کیفیات کو سمو کر پیش کیا جاتاہے جو ناظرین کی دل چسپی کا باعث بنتاہے علیم صبا نوید ی رقم طراز ہیں:

”اردو گیتوں ہی کے سبب فلمیں بھی کامیابی کا پرچم لہراسکی ہیں(۳)“

ان فلمی نغمات میں کسی اصول اورکسی ضابطے کی ضرورت نہیں ہوتی صرف کہانی کو مد نظر رکھ کر گیت فلم میں شامل کیے جاتےہیں فلم کے گیت ناظرین کی پسندیدہ چیز ہیں اس کی وجہ ان کی تیاری میں ایک مخصوص اہتمام شامل ہوتا ہے گیت فلم میں ایک کردار ، واقعہ یا قصہ پرایک مخصوص تاثر پیدا کرتےہیں ان نغمات میں مختلف آلات اورکیفیات سے گزرکر شاعری اورموسیقی ناظرین کے جذبات کوانگیز کرتی ہے اور ناظر فلم میں اور زیادہ محو ہو جاتاہے فلم کے نغمات کا یہ اثراورکیفیت کسی فلم کے گیت موسیقی اور شاعری کا حسین امتزاج ہوتےہیں فلموں میں گیتوں کی نوعیت کا ذکرکرتے ہوئے ندا فاضلی رقم طراز ہیں:

”فلموں میں گیت کارکا کام صرف پہلے سے طے کئےہوئے موضوع اور پہلے سے ترتیب دی ہوئی دھن میں الفاظ جوڑنا ہوتےہیں الفاظ سازی کےاس عمل میں ، شعری ذہن کی جگہ گیت کارکو لفظوں کی معنی،سوجھ بوجھ اورانہیں استعمال کرنے کی مشق کی ضرورت ہوتی ہے(۴)“

فلم نے گیت اور نغمہ کو نئی شکل و صورت اور نئی ہیئت میں متعارف کروایا جو عام روش سےبالکل ہٹ کرہے جس میں غنائی اظہار گیت کواہمیت بخشتاہے فلم کے گیت کی سب سےبڑی خوبی اس کا موقع کے حساب سےاستعمال ہے گیت اور نغمہ کی روایت مختلف ادوار سے گزرکراب فلم کا جزو لاینفک بن چکی ہے فلم کا وجود نغمات کےبغیر نامکمل اورادھورا رہتاہےفلم کی روح بلاشبہ کہانی ہے فلم میں کہانی ، نغمات اور موسیقی فطرتی ہوں تو خود بہ خودناظرایسی تخلیق کی طرف متوجہ ہوگاہے موقعہ اور بے محل نغمات فلم کوبری طرح متاثرکرتےہیں اور بعض اوقات اس کی کامیابی میں رکاوٹ بن جاتےہیں فلم کی ابتدا میں موسیقی اورنغمات طبع زاد تھے مگر سینما نے روایت کوبھی پروان چڑھایا جہاں گیتوں کو مزید فروغ ملا یوں نئی موسیقی کے ساتھ کلاسیکی موسیقی کا رنگ بھی فلمی موسیقی میں درا یا شفق سوپوری لکھتےہیں:

”سینما کی ترقی نے گیتوں کو رواج دیا جس سے کلاسیکی موسیقی میں بہت سے تصرفات ہونے لگے غزل ، قوالی ، ٹھمری وغیرہ کوبھی عمومیت حاصل ہوئی(۵)“

غزل گو شعراکےفلمی گیت

اس کا تصور بھی نہیں کیا جا تا کہ فلم میں گانے نہیں ہوں گےفلموں کی کامیابی میں نغمات خاص کردارادا کرتےہیں کئی فلمیں تو صرف اچھے ، معیاری اور بہترین نغمات کی ہی وجہ سے کامیاب ہوئیں اس لیےفلمی نغمہ نگاری کاسفر بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ طے کرتےہوئےفلم انڈسٹری نے کامیابیاں سمیٹی ہیں اردوادبا و شعرا کی عظمت و شہرت اوراس خصوصی شعبۂ فلم میں ان کی دیرینہ خدمات کے سبھی معترف ہیں اگر فلموں میں نغمات کی بات کی جائے توبرصغیرکی فلمیں گانوں کےبغیر نامکمل سمجھی جاتی ہیں شاکر خلیق لکھتے ہیں:

”اردو کے گانوں اور ڈائیلاگ کے بغیر آج تک ایک بھی فلم کامیاب نہیں ہو سکی(۶)“

شاعراپنے حسنِ تخئیل سےبنیادی تقاضوں یعنی بحر، وزن ، بندش ، قافیہ ، ردیف اور پھر شوکت الفاظ سے کسی شاہ کارکو تخلیق کرتاہے جس سےفلم کےفن نےفائدہ اٹھایااوران شاہ کارکوبلواسطہ اور بلاواسطہ فلموں میں شامل کیا اہل قلم نےاردو کی تمام جمالیاتی اورا فاقی عظمتوں کواستعمال کرکے نشانِ امتیاز بنایاہےاور وہ کسی نہ کسی طورکشتِ شعر وسخن سےاپنی وابستگی پر نازاں ہیں شعر و حکمت کے ساتھ ساتھ نثر نگاری نےبھی اپنی تمام ترخصوصیات کی بنا پر شہرت و مقبولیت حاصل کرنے کے علاوہ اپنی اہمیت وافادیت کو ہمیشہ قائم و دائم رکھاان واجب الاحترام صاحبان قلم نے شعبۂ فلم میں قابل ذکرکارنامے سرانجام دیئےہیں-

ا غا حشرکاشمیری کااصل نام آغا محمد شاہ تھا شاعراور ڈراما نگار ہیں ان کے شعری کلام کو فلموں میں شامل کیاگیا نغمات کے ساتھ ساتھ اسکرپٹ بھی لکھے۱۹۳۱ء میں ان کے لکھے گئے ڈرامے ” شیریں فرہاد“ پر فلم بنائی گئی تھی اس فلم کےانہوں نے نغمات بھی تحریرکیے تھے ۱۹۳۲ءفلم ” ستی مدالسا“کے نغمہ نگار تھے فلم ” عورت کا پیار “ ۱۹۳۳ ء کااسکرپٹ لکھااور نغمات بھی ان کے تحریرکردہ تھے ۱۹۳۳ء فلم ” یہودی کی لڑکی “ کےاسکرپٹ نگاراور نغمہ نگار تھے ۱۹۳۴ء فلم ” چنڈی داس“ کااسکرپٹ اور نغمات بھی تحریرکیے۱۹۳۵ء فلم ” رشیدہ “ اوراسی سال ریلیز ہونے والی فلم” خواب ہستی“ ۱۹۳۴ء کے نغمات لکھے ۱۹۶۵ء فلم ” کنیز “ میں ان کی غزل ” غیرکی باتوں کاا خراعتبارا ہی گیا“ شامل کی گئی تھی علی سفیان ا فاقی لکھتے ہیں:

”نسیم بیگم کی گائی ہوئی اور آغا حشر کی لکھی ہوئی ایک
غزل اس زمانے میں بہت مشہور تھی نسیم بیگم محفلوں میں یہ
غزل گایا کرتی تھیں اور سماں باندھ دیتی تھیں غزل یہ تھی”
غیرکی باتوں کاآخراعتبارآہی گیا“ یہ غزل بہت پھڑکتی تھی(۷)“

غزل گو شعراکےفلمی گیت

احمدفرازکامکمل نام سید احمد شاہ ہے فلم اورٹیلی ویژن میں کئی نام ور گلوکاروں نےا پ کی غزلیں گاکر شہرت حاصل کی بھارت کے سنگر جگجیت سنگھ نے غزل " پھراسی راہ گزر پر شاید " گا کر شہرت حاصل کی- فلم " جنت کی تلاش" ۱۹۹۹ء بہترین نغمہ نگارکے لیےنگار فلم ایوارڈ دیاگیا -فلم " انگارے"میں اداکار ندیم پر فلمائی گئی غزل "اب کےہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں " آج بھی زبان زدِ عام ہے فلم میں جب یہ غزل پکچرائز کی گئی تو غزل کے مقطع سے " فراز" تخلص نکال دیاگیا اس پر فراز نےاعتراض کیا کہ ان کا نام غزل سے کیوں نکالاگیاان کےاسرار پر فلم ساز اور ڈائریکٹر نے مقطع کوان کے تخلص کے ساتھ فلمایا اب مشکل یہ تھی کہ پہلےفلمائی گئی غزل کے حاضرین کو دوبارہ اکٹھے کرنااوراُنہی حاضرین کواکٹھا کرنا ممکن نہیں تھا اس کا حل یہ نکالاگیا کہ جب پہلے غزل فلمائی گئی تھی اس کاا خری شعر گانے کےبعد ندیم اسٹیج چھوڑ کر چلے جاتےہیں جب ندیم اسٹیج چھوڑ کر چلے جاتےہیں توان کوایک ویرانے میں دکھایا جاتاہے وہاں فراز کے تخلص والا مقطع" نہ میں اب وہ ہوں نہ تو ہےنہ وہ ماضی ہےفراز" پکچرائز کیاگیا ۱۹۷۲ء فلم " محبت" میں فلمائی گئی فراز کی غزل " رنجش ہی سہی دل ہی دکھانے کے لیےا " بہت مشہور ہوئی- " قسم اس وقت کی" ۱۹۶۹ء فلم میں کلام میں سے " ایک تم ہوایک میں ہوں" اور " اس دھوپ کنارے شام ڈھلے" شامل ہوئے- ۱۹۷۲ ء فلم " اک رات " میں غزل " اک بار چلےاؤ پھرا کے چلے جانا " شامل کی گئی ٹیلی ویژن پر کئی غزلیں پیش ہوئیں " یہ عالم شوق کادیکھا نہ جائے" طاہرہ سید نے گائی مہناز بیگم نےفراز کی غزل " اب کے تجدید وفا کا نہیں امکاں جاناں " گائی سرحد پارکے ممتاز اور مقبول غزل گو گلوکار جگجیت سنگھ نےفراز کی غزل " پھراسی راہ گزر پر شاید" گا کر سامعین کو محظوظ کیا پی ٹی وی سے نگہت اکبر نےفراز کی غزل " برسوں کےبعد دیکھا" گائی - اخترشیرانی کااصل نام محمدداؤد خان ہے قلمی نام اخترلکھنا پسند کیا۱۹۴۳ء فلم " نوکر " میں ان کی غزل " بستی کی لڑکیوں میں بدنا م ہو رہا ہوں" شامل کی گئی- ایک اور غزل "تمہیں ستاروں نےبےاختیار دیکھاہے" بھی فلم میں شامل کی گئی -

افتخار امام صدیقی سیماب اکبرا بادی کےبیٹےہیں ان کے کلام کو ۱۹۸۲ء میں " ارتھ " فلم میں شامل کیا " تو نہیں تو زندگی میں " ارتھ فلم کا حصہ بنی جگجیت سنگھ نےان کی ایک غزل " وہ نہیں ملتا مجھےاس کاگلہ اپنی جگہ" گائی چندن داس نے صدیقی صاحب کی دو غزلیں " وہ خواب تھا بکھر گیا" اور " تیرے قریب رہوں کہ دور جاؤں" گا کر عوام کو محظوظ کیا -

غزل گو شعراکےفلمی گیت

امجد اسلام امجدڈرامہ نویسی اوراردو شاعری میں ایک معتبر نام ہے پاکستان ٹیلی ویژن کے لیے تاریخ ساز ڈرامہ " وارث " لکھا ۲۰۰۳ء میں " با پ " فلم کے لیے نغمات تحریرکیےفلم ، ٹیلی ویژن اور ریڈیو کے لیے ۱۵۰ سے زائد نغمات تحریرکئے-

امیرمینائی اردو لغت اور حمدیہ کلام میں ایک مستند نام ہے نظم اور غزل بھی لکھتے ر ہے ہیں کل ۴۰ کتب کے مصنّف ہیں ۱۹۸۲ء فلم" دیدار" میں آپ کا کلام شامل کیاگیا تھا غزل "سرکتا جائے ہے رخ سے نقاب آہستہ آہستہ نکلتاا رہاہےا فتاب آہستہ آہستہ " کو فلمایاگیا آپ کا پورا نام امیراحمدہےاپنے نام اور تخلص کا ذکرکرتے ہوئےاپنےایک شعر میں لکھتےہیں " نام کا نام تخلص کا تخلص ہےامیر /ایک یہ وصف خدادا دمیرے نام میں ہے "نصرت فتح علی خان کی شہرت کی ایک وجہ مینائی کی ایک نعت " اس کرم کا کروں شکرکیسےادا"بھی ہے

امیرخسروشاعر،انشا پرداز،محقق،مفکراورمؤرخ تھے ہندی اورایرانی تورانی موسیقی کےامتزاج سے نیااسلوب اوراسکول مرتب کیا موسیقی کے علاوہ شاعری میں بھی اساتذہ میں شامل ہیں کہا جاتاہے کہ اپنے مرشد کی بیماری میں ان کی صحت یابی کے لیےایک کلام پڑھا یہ کلام حمد ، نعت اور منقبت کی مدد سےایک نئےاسلوب میں ڈھال کر پڑھاگیا اسی کلام کو قوالی کا نام دیا جاتاہے اس اسلوب کی ایجاد سے سنگیت میں غناکی ایک نئی وضع کااضافہ ہوا سید عابدرقم طرازہیں:

"یہ روایت افسانہ ہو یا حقیقت لیکن ایک بات تو مسلم ہے کہ
قوالی کااسلوب بے حد مقبول ہوا ۔(۸)"

۱۹۵۶ء فلم " دیارحبیب" میں کلام " خسرو رین سہاگ کی جاگی پی کے سنگ" کو شامل کیاگیااسی کلام کو ۱۹۷۸ء فلم" جنون " میں بھی پیش کیاگیا " دہری تو پر بت بھئی انگنا بھیوبدیس کلام کو فلم" نادر شاہ "۱۹۶۸ء میں فلمایاگیا اسی فلم میں ان کےایک اورکلام " کا ہے کوبیاہی بدیس اولکھیا بابل مورے " کو شامل کیاگیا یہ کلام ۱۹۶۲ء فلم " چراغ جلتا رہا " میں پیش ہوا -" پھاگن " ایک اورایسی فلم ہے جس میں امیرخسرو کا کلام" لال میرے لعل کی جِت دیکھوں تِت لال" شامل ہوا یہ فلم ۱۹۷۳ء میں نمائش کے لیےپیش ہوئی ان کا کلام " چھاپ تلک سب چھینی رے موسے نیناں ملائی کے"۱۹۷۸ء فلم" تلسی میرےانگن کی" میں پیش ہوا- ۱۹۶۲ء فلم " چراغ جلتا رہا" میں ان کاایک اورکلام " موتی دانہ دانےاپردانہ " پیش ہوا-" امراؤ جان " میں کلام " کا ہے کوبیاہی بدیس " سیچوایشن کے حساب سےبہت بھلااور مناسب رہا اس کلام کو ناظرین ناول کی کہانی کا حصہ سمجھتےہیں-

بہادرشاہ ظفرمغلیہ سلطنت کےا خری بادشاہ کا پورا نام ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ تھا متعدد فلموں میں آپ کی غزلیں فلمائی گئی ہیں ۱۹۳۴ء میں ۷ غزلوں کو فلم میں شامل کیاگیا -نہ

غزل گو شعراکےفلمی گیت

کسی کی آنکھ کا نور ہو ،ہوں گےبد نام تو ہو لینے دو ہم کو جی کھول کے رو لینے دو،فریب رنگ کا پردہ اٹھادیا ،وصل کی بنتی ہیں ان باتوں سے تدبیر یں کہیں،جائیں وہ کس طرح دو چھوڑ کے میخانے کا ،لحد میں بھی میرے شانےہلائے جاتےہیں ،گور مجنون پہ کسی نے جا کےپوچھا یہ سخن -انہیں غزلوں میں سےایک غزل " نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں" کو ۱۹۳۵میں " وہ کون تھی"،۱۹۳۶ء میں بننے والی فلم " سرالا " میں ، فلم " ٹوٹے تارے " ۱۹۴۸ء میں، ایک اورفلم ۱۹۴۹ء "بانو" میں اورپھر ۱۹۷۴ءفلم "نورالٰہی" میں پکچرائز کیاگیا-فلم "سرالا" ۱۹۳۵ء ایک اور غزل " غمِ دل سے کیوں کوئی بھی غم خوار نہیں" کو پیش کیاگیا ۱۹۴۳ء فلم" نوکر" کی غزل " لگتا نہیں ہے دل میرااجڑے دیار میں " کو فلمایاگیا-۱۹۴۶ء فلم " پہچان " بنی اس فلم میں ان کی غزل " جواجڑ گئی وہ بہار ہوں جوبگڑ گیا وہ دیار ہوں" پیش ہوئی افسانےا نندی پر بننے والی فلم " منڈی " ۱۹۸۳ء میں ان کی غزل " شمشیر برہنہ انگ غضب بالوں گھند ھاوٹ ہے" کو فلمایاگیا -

بہزادلکھنوی کا پورا نام سردار حسن خان تھا شعری مجموعے چراغ طور ، نغمہ و نور ، کیف و سرور ، موج طہوراور وجدو جمال شائع ہوئے ۱۹۴۱ء میں فلم" تاج محل" کے ۶ نغمات لکھے ۱۹۴۷ء" اندھوں کی دنیا "ایک نغمہ، ۱۹۴۷ء " جادوئی رتن" فلم ۵ نغمات ،اسی سال فلم" متوالا شاعر رام جوشی " کے لیےایک نغمہ،اگلے سال ۱۹۴۸ء" آگ " فلم ۵ نغمات ،اس سال فلم "انو کھا پیار"۲ نغمات، ۱۹۴۸فلم " نسبت "۲ گانے،۱۹۴۹ء" لاڈلی " فلم ایک گانا، ۱۹۵۹ء فلم " کھیل "ایک گانا ،" پگلے" فلم ۳ گانےاور " شیش محل" فلم کے لیے دو گانے تحریرکیے -

بیدم وارثی نے نعت نگاری میں نام پیدا کیا آپ کی لکھی گئیں نعتیں فلم"دیار حبیب"میں ۱۹۵۶ء میں شامل کی گئیں ان نعتوں میں " بگڑابے کچھ ایسادلِ مضطرکا قرینہ" ، " نور نظراحمد مختارکی چادر" اور "بجز تمہارے کہوں میں کس سے یا غریب نواز" شامل ہیں-

تنویر نقوی کااصل نام سید خورشید علی تھاان کاایک ملی نغمہ" رنگ لائے گا شہیدوں کا لہو " بہت مشہور ہوا آج بھی یہ نغمہ بہت پسند کیا جاتاہےان کے گیتوں پر مبنی کتاب" سنہرے سپنے " شائع ہو چکی ہے مشہور گیتوں میں سے چند یہ ہیں-آواز دے کہاں ہے دنیا میری جوا ں ہے ،جواں ہے محبت حسیں ہے زمانہ ،رم جھم رم جھم پڑےپھوار ،دل کادیا جلایا ،چٹّھی ذراسیاں جی کے نام لکھ دو -جن فلموں میں گیت لکھےان میں" لیلی مجنوں"۱۹۴۳ء میں " آواز دے کہاں ہے دنیا میری جواں ہے"،" جواں سے محبت حسین ہے زمانہ" ، " آجا میری برباد محبت کے سہارے "۱۹۵۰ ء میں پاکستان تشریف لےا ئےاورکئی مشہور گانےا پ سے منسوب ہوئے- فلم" سلمیٰ " کا مشہور گانا " زندگی ہے یا کسی کاانتظارہے" ، فلم " فرشتہ کا نغمہ" دل کی دھڑکن تیری آواز ہوئی جاتی ہے "،" گلفام "،"شہید" ، "

غزل گو شعراکےفلمی گیت

شام ڈھلے“ ، ”کوئل “ شامل ہیں ” ایاز“ ،” جھومر“، ”سرحد“، ”گھونگھٹ“، ”چنگاری“، ”راہ گزر“ ، ” ہم سفر“ ، ” آدمی “، ”دوستی“، ” جواب دو“، ” بہشت “، ” غرناطہ “ اور ”تاج محل“ شامل ہیں ان کو تین نگار فلم ایوارڈ ملے کوئل ۱۹۵۹ء فلم کے گانے ” دل کادیا جلایا میں نے تجھ کوکہیں نہ پایا “ پرملا پھر ۱۹۶۰ء فلم” شام ڈھلے“ کا مشہور و معروف نغمہ ” مرلی بجائے جاگیت سنائے جا “ پر، تیسرااوراخری نگار فلم ایوارڈ ” دوستی “ فلم پر ملا -ناظرین کا بہت ہی پسندیدہ گانا ” چِٹھی ذراسیّاں جی کے نام لکھ دو ، حال میرے دل کا تمام لکھ دو“ آج بھی زبان زدِ عام ہے اوراس گانے کو کئی بار ری مکس کرکےبھی پیش کیا جا چکاہے-

جگرمراد ا بادی کا پورا نام علی سکندر جگر مراد آبادی ہے داغ جگر، شعلۂ طور ، آتش گل، اور دیوانِ جگر جیسے کلام شائع ہوئے ۱۹۴۲ء میں بننے والی فلم ” چورنگی “ میں چار غزلیں شامل کی گئیں -یہ کس کا تصورہے یہ کس کا فسانہ ہے،وہ کب کےا ئےبھی اور گئےبھی ،جو دل پر گزرتی ہے کس نےاسے جاناہے ،دل سنگِ ملامت کا ہر چند نشانہ ہے -آپ کی ایک غزل کوبھی فلم کا حصہ بنایاگیا ” اک لفظ محبت کااتناسا فسانہ ہے سمٹے تو دلِ عاشق پھیلے تو زمانہ ہے فلم ” چراغ جلتا رہا“۱۹۶۲ء میں جگرکی غزل ”آئی جوان کی یاد توا تی چلی گئی“ شامل کی گئی ان کے کلام میں جو نغمگی کا عنصر پایا جاتاہے وہ فلم گائیک اورکمپوزر ز کوبہت مدد فراہم کرتاہے ۱۹۴۷ء میں ” رومیو جیولیٹ“ فلم میں ان کی غزل ” کیا بتائیں عشق ظالم کیا قیامت ڈھائے ہے“ کو شامل کیاگیا

جوش ملیح ا بادی کا پورا نام شبیرحسن خان تھا جوش صرف شاعر ہی نہیں نثر نگار بھی تھے ان کاملی نغمہ”اے وطن ہم ہیں تیری شمع کےپروانوں میں“ بہت مشہورہوا اسی طرح نغمہ”ہواسے موتی برس ر ہےہیں“بھی مقبول ہوا-۱۹۴۴ء فلم ”من کی جیت“۵ گانے ،۱۹۴۵ء فلم ”غلامی“ایک گانا ، ۱۹۴۶ء” دی لاسٹ میسج“ فلم ایک گانا ، ۱۹۶۶ء ” آگ کادریا “ فلم کے تمام گانے، اور ۱۹۶۹ ء فلم ” قسم اس وقت کی “کے گانے لکھےاس فلم میں ان کا لکھا ہواگانا ” قسم اس وقت کی جب زندگی کروٹ بدلتی ہے“ مشہور ہوا- علی سفیان ا فاقی لکھتے ہیں:

”کراچی ہی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اردو کے شہرۂ آفاق شاعر جوش ملیح آبادی نے کراچی کی فلم ’آگ کا دریا‘ کے لیے نغمات تحریر کیے(۹)“

حبیب جالب نےفلموں میں گیت نگاری کی شاعری کے جہان میں نظمیں اور غزلیں لکھیں فلم ”موسیقار“کے نغمات ”لوگ دیکھیں نہ تماشہ میری رسوائی کا ، اب اور پریشاں دل ناشاد نہ کرنا، اے شامِ غم بتا کہ سحرکتنی دورہے ،اس شہرخرابی میں غم عشق کے مارے ، لکھے فلم دنیا کا مشہور و مقبول گانا”رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتاہے “ فلم ” زرقا“۱۹۶۹ء میں لکھا اس گیت

غزل گو شعراکے فلمی گیت

پرانہیں نگار فلم ایوارڈ بھی ملا آپ نے ۶۵ فلموں کے لیے تقریباً ۱۲۸ گانے لکھے سپر ہٹ فلموں میں گلفام ۱۹۶۱ء ، موسیقار۱۹۶۲ء، کون کسی کا ۱۹۶۶ء، زرقا۱۹۶۹ء، سماج ۱۹۷۴ء ، ہم ایک ہیں ۱۹۸۶ء اورکالے چور ۱۹۹۱ء شامل ہیں جن فلموں کے لیے نغمات لکھےان میں سے ۱۰ اوسط درجے کی فلمیں تھیں ۲ فلمیں ریلیز نہیں ہوئیں ان میں نرگس اردو فلم اوراوڈیکاں پنجابی فلم ہیں جنرل ضیاء کے دور میں مزاحمتی شاعری کی " ظلمت کو ضیاء صر صرکو صبا، بندے کو خدا کیا لکھنا" مشہور ہوا حبیب جالب کی فلم کے لیے لکھی گئی شاعری کو سب سے زیادہ میڈم نور جہاں ۱۹ ،احمد رشیدی نے ۱۲ گانے ، شہنشاہ غزل مہدی حسن نے ۱۱ گانے گائےفلموں کے لیے لکھے گئے نغمات مشہور ہوئےاور سپر ہٹ ر ہے،جاگنے والوں جاگو خاموش رہو کل کیا ہو گا فلم خاموش رہو ۱۹۶۴ء -میں نہیں مانتا تم نے لوٹی ہےانصاف کی آبرو فلم خاموش رہو ۱۹۶۴ء -رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتاہےفلم زرقا ۱۹۶۹ء ظلم ر ہےاورامن بھی ہو فلم یہ امن ۱۹۷۱ء -آپ کے شعری مجموعے سر مقتل ، ذکر بہتے خون کااور گنبدِبے در ہیں -

حفیظ جالندھری پاکستان کے قومی ترانے کے خالق کااصل نام محمدحفیظ ہے آپ کا لکھا ہوا کلام فلم" باغبان" میں ۱۹۳۸ء میں اور ۱۹۴۰ء میں فلم "یاد ر ہے " میں شامل کیاگیا ۱۹۵۸ء میں آپ کو پرائڈ آف پرفارمنس ایوارڈ دیاگیا سجاد احمد سجاد لکھتے ہیں:

"۴اگست ۱۹۴۷ء کو مرکزی کابینہ نے حفیظ جالندھری کے لکھے
ہوئے قومی ترانے کو سرکاری طور پر منظور کرلیا(۱۰)"

حمایت علی شاعرفلمی نغمہ نگاری کے علاوہ شاعراور مصنّف بھی تھے درس و تدریس سےبھی منسلک رہےاصل نام میر حمایت علی تھا شاعر تخلص کرتے تھے اردو شاعری کی کتاب" آگ میں پھول" ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی آپ کا لکھا ہوا قومی گیت بہت زیادہ مشہور ہوا،ساتھیوں مجاہدوں جاگ اٹھاہے سارا وطن،یہ گیت فلم" مجاہد " میں مسعود رانا نےگایاڈرامے ، گیت، نغمےاور گیتوں بھری کہانیاں لکھیں آپ نے کئی فلموں کے گانے لکھےنہ چُھڑاسکو گے دامن نہ نظر بچاسکو گے ،ہر قدم پرنت نئے سانچے میں ڈھل جاتےہیں لوگ - ان کی لکھی ہوئی نظم" ان کہی" جس کےبول" تجھ کو معلوم نہیں تجھ کوبھلا کیا معلوم"فلم " آنچل " میں فلمائی گئی۱۹۶۲ء فلم" آنچل" پر نگار فلم ایوارڈملا - فلم"دامن"۱۹۶۳ء پرانہیں بہترین نغمہ نگارکاایوارڈ ملا ۱۹۸۹ علامہ اقبال ایوارڈ انہیں مجموعۂ شاعری "مٹی کا قرض"تشنگی کاسفر ، یاروں کی آواز پر دیاگیا اس کےعلاوہ ان کے مجموعے تجھ کو معلوم نہیں ، جاگ اٹھاہے سارا وطن ، آئینہ درائینہ ، حرف حرف روشنی ہیں

غزل گو شعراکےفلمی گیت

اورکلیات بھی ہیں ٹیلی ویژن کے لیے جو پروگرام کیےان میں خوشبو کاسفر (۵۰۰ سال اردو شاعری) ، محبتوں کاسفر (اردو کلام سندھی شعرا کا) لب آزاد (پاکستان میں تنقیدی شاعری) شامل ہیں

داغ دہلوی کا پورا نام نواب مرزا خاں داغ دہلوی ہے فلموں میں بھی آپ کے کلام کو شامل کیاگیا ۱۹۳۴ء میں نمائش کے لیےپیش کی گئی فلم " متیہ گندھ" میں داغ دہلوی کی غزل " بھنویں تنی ہیں خنجر ہاتھ میں ہے تن کے بیٹھےہیں" فلمائی گئی اسی طرح ۲۰۰۳ء میں ریلیز ہونے والی فلم " تہذیب" میں آپ کی غزل " سبق ایسا پڑھادیا تو نے دل سے سب کچھ بھلادیا تو نے" کو پکچرائز کیاگیا -

راحت اندوری نےغزل ، نظم اور گیت وغیرہ پر ۷ کتابیں لکھیں ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۸ء تک ۲۱ فلموں کے لیے گیت و نغمات تحریرکیےان کے لکھے گئے نغمات جدید شاعری کہلاتےہیں "خود دار"فلم میں ان کاگانا "تم سا کوئی پیارا کوئی معصوم نہیں ہے " بہت مشہور ہوا-ایک اور نغمہ "سنبھالاہے میں نےبہت اپنے دل کو " فلم "ناراض " کے لیے ترتیب دیا یہ بھی سپرہٹ رہا فلم "قریب"راحت اندوری کا لکھا ہواگانا " چوری چوری جب نظریں ملیں " بھی ہٹ رہا اسی فلم کاگانا " کوئی جائے تو لےائے میری لاکھ مرادیں پائیں"-

ریاض الرحمٰن ساغرنےفلموں کے لیےنغمات لکھےاس کے علاوہ مختلف گلوکاروں کے لیے علاحدہ بھی گانے لکھےپورا نام ریاض الرحمان تھااور ساغر تخلص کرتے تھے مشہور فلموں میں عالیہ ، نیک پروین ، بندش ، بدلتے رشتے ، لَوان شملہ اور مسٹر بدھو شامل ہیں-فلم " سماج"چلو کہیں دور یہ سماج چھوڑ دیں دنیا کے رسم و رواج توڑ دیں،کس منہ سے تیرا نام لوں دنیا کے سامنے -فلم" دل لگی "دل لگی میں ایسی دل کو لگی کہ دل کھو گیا،-فلم " زندگی ایک سفر "ٹائٹل سانگ ،زندگی ایک سفرہے لوگ ملتےہیں بچھڑ جاتےہیں - "مسٹر بدھو" فلم،ڈھولک بجا کے سہیلیاں بلا کے- شباب پروڈکشن کے لیے نغمہ نگاری کی اورکہانیاں و مکالمات تحریرکیے ان میں فلمیں شمع ۱۹۷۵ء، شبانہ ۱۹۷۶ء ، نذرانہ ۱۹۷۸ء، نوکر ۱۹۷۵ء ، سسرال ۱۹۷۷ء ، آواز ۱۹۷۸ء اور ترانہ وغیرہ زیادہ قابل ذکر ہیں پنجابی گیت بھی لکھتے ر ہے تھے -فلم " گھونگھٹ " ۱۹۹۶ءدیکھا جو چہرہ تیرا موسم بھی پیارا لگا -فلم " دوپٹہ جل رہاہے"ہو سکے تو میراایک کام کرو شام کااک پہر میرے نام کرو- انہوں نے گیتوں پرایک کتاب "میں نے جو گیت لکھے" تحریرکی- ساغرکے لکھے نغمے حدیقہ کے لیے وجہ شہرت بنے ،دوپٹہ میرا ململ کا کروں کیااس چنچل کا،یاد سجن دی آوئے-عدنان سمیع خان اورا شا بھوسلے کاگایا ہواگانا بھی عوام نےپسند کیا،کبھی تو نظر ملاؤ کبھی تو قریب آؤ- راحت فتح علی خان نے جب ساغرکا لکھا ہواگاناگایا تو سامعین و ناظرین دیوانےہو گئے میں تینوں سمجھاواں کی نہ

غزل گو شعراکےفلمی گیت

تیرےباجھو لگ دا جی-۱۹۷۸ء فلم " سہیلی "آنکھیں غزل ہیں آپ کی اور ہونٹ ہیں گلاب ،سارے جہاں میں آپ کا کوئی نہیں جواب - عدنان سمیع کے لیےایک گانا لکھا ،مجھ کوبھی تو لفٹ کرادے تھوڑی سی تو لفٹ کرادے - ۲۰۰۰ء میں فلم" مجھے چا ند چاہیے " کل شب دیکھا میں نے چاند جھروکے میں ،اس کو کیاسلام تمہارے دھوکے میں،مشہورہوا- ۲۰۰۱ء میں ارشد محمود اور فریحہ پرویز نےبھی ریاض کاگاناگا کر شہرت پائی " اوویلا یاد کر " حدیقہ کیانی نے ۲۰۰۲ء میں ساغرکا لکھا ہواگانا " یاد سجن دی آئی" گا کر مقبولیت سمیٹی -تقریباً ۷۵فلموں کے لیے مکالمات اورکہانیاں تحریرکیں اور بے شمار نغمات لکھے -

ساحرلدھیانوی کا اصل نام عبدالحیئ تھا کل۸۵فلموں کے مکمل نغمات تحریرکیے جب کہ ۵۱ فلموں کے لیے جزوی طور پر نغمات لکھے 6th فلم فیئرایوارڈفلم "سادھنا " کے گانے "عورت نے جنم دیا" پر بہترین نغمہ نگارکا ملا ۱۹۶۴ء میں فلم"تاج محل" کا نغمہ "جو وعدہ کیا وہ نبھانا پڑے گا"پرانہیں فلم فیئرایوارڈ دیاگیا ۱۹۷۷ء میں فلم"کبھی کبھی " ریلیز ہوئی اس فلم میں ایک بے مثال گانا"کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتاہے کہ جیسے تم کوبنایاگیاہے میرے لیے"پرانہیں فلم فیئرایوارڈ سے نوازاگیا جو گانےبہت مشہور ہوئےان میں سے چند یہ ہیں ۔کبھی خود پہ کبھی حالات پہ روناآیا۔برباد محبت کی دعاساتھ لیے جا ٹوٹا ہوااقرارِ وفاساتھ لیے جا ،بہت کٹھن ہے کوئی صورتِ بیاں نکلےاگر صدانہ اٹھے کم سے کم فغاں نکلے ،جو وعدہ کیا وہ نبھانا پڑے گا،کبھی کبھی میرے دل میں خیال آتاہے،جو لطفِ مے کشی ہے نگاروں میں آئے گا یا باشعور بادہ گساروں میں آئے گا ،یہ زلف اگرکھل کےبکھر جائے تو اچھا اس رات کی تقدیرسنور جائے تواچھا ،اے میری زہرہ جبیں تجھے معلوم نہیں توابھی تک ہے حسین،یہ دل تم بن کہیں لگتا نہیں ہم کیا کریں ،چلواک بار پھر سےاجنبی بن جائےہم دونوں ۔بنیادی طور پرایک شاعراورادیب ہیں ۔

ساغر صدیقی اردو کے معروف شاعر ہیں آپ کی کلیات ہرخاص و عام میں مشہور ہے اصل نام محمد اختر تھاغزل ، نظم اورا زاد نظم لکھتے تھے فلم" سرفروش " میں ان کی غزل " میرا نشانہ دیکھے زمانہ " شامل کی گئی گلوکاراور غزل گواستاد غلام علی نےاپنےالبم " مہربان " ۱۹۹۷ء میں ان کی ایک غزل " حد سے کیا کیا تمہارا " شامل کی ۱۹۹۷ء میں ایک البم " پرچھائیاں " ریلیز ہوااس البم میں ساغرکی غزل " اک وعدہ ہےکسی کا جو وفا " شامل کی گئی ان کی ایک غزل آشا بھوسلے کےالبم کا حصہ بنی البم کا نام تھا " معراج غزل" اور یہ ۱۹۸۳ء میں ریلیز ہوا ان کی غزل " رودادِ محبت کیا" تھی

غزل گو شعراکےفلمی گیت

سیف الدین سیف شعری مجموعہ ”خمِ کاکل“ شائع ہوا کئی سپر ہٹ نغمات کے خالق ہیں فلموں کے لیے کہانیاں ، مکالمات اور سکرین پلے لکھتے ر ہے ان کی پہلی فلم”ہچکولے“۱۹۴۹ء میں ریلیز ہوئی فلم”امانت “ ۱۹۵۰ ء میں نغمات تحریرکیے۱۹۵۲ء میں فلم”نوبلی“ کے گانے،۱۹۵۳ء دو فلموں ” غلام“ اور ”محبوب “ کے نغمات تحریر کیے ۱۹۵۷ء میں فلم ”سات لاکھ “ریلیز ہوئی اس فلم کےفلم ساز تھے نغمات بھی خود تحریرکیےاس کے ساتھ ساتھ کہانی اور مکالمات بھی خود ہی لکھے ان کے لکھے نغمات کی وجہ سے جو فلمیں سپر ہٹ رہیں ان میں شمع پروانہ ، انارکلی ، قاتل ، امراؤ جان ادا، انتقام اور سُرّیا بھوپالی شامل ہیں انہوں نے ۶۲ فلموں کے لیے ۱۶۹ نغمات تحریرکیے جن میں ۵۲ فلمیں اردو کی شامل ہیں ان ۵۲ فلموں کے لیے ۱۵۶ گانے لکھے اس کے ساتھ ۱۰ فلمیں پنجابی کی تھیں جن کے لیے ۱۳ گانے تحریرکیے ان کے لکھے گئے گانوں کی وجہ سے ۱۳ فلمیں سپر ہٹ رہیں ۸ فلمیں ہٹ رہیں ۱۵ اوسط درجے کی فلمیں تھیں ان کے لکھے گئے مشہور نغمات یہ ہیں -جلتےہیں ارمان میرادل روتاہے،میں تیرا شہر چھوڑ جاؤں گا ،آئے موسم رنگیلے سہانے جیا نہیں مانے،چل ہٹ ری ہوا،تیری رسوائیوں سے ڈرتا ہوں جب تیرے شہر سے گزرتا ہوں،گھونگھٹ نکالوں کہ گھونگھٹ اٹھا لوں،پائل میں گیت ہیں چھم چھم کے،یاروں مجھے معاف کرو میں نشے میں ہوں،ہیلو ہیلو مسٹر عبدالغنی،لگاہے مصرکا بازار دیکھو ،جس طرف آنکھ اٹھاؤں تیری تصویراں ہیں ،نام آئے نہ تیرا پیارکی رسوائی ،میں تیرےاجنبی شہر میں -فلم کے لیے نغمی نگاری کی بات ہو تو سیف الدین سیف کے نا م کےبغیر بالکل ادھوری ر ہے گی -

عوام الناس انہیں شباب پروڈکشن کی وجہ سے زیادہ جانتےہیں شباب کیرانوی نے فلم پروڈکشن ادارہ شباب پروڈکشن قائم کیا شباب ایک شاعراورادیب تھے اصل نام حافظ نذیراحمد تھا ابتدا میں شاعری کے سلسلہ میں علامہ تاجور نجیب آبادی کی شاگردی اختیارکی بہ طور فلم ساز ، ہدایت کار ، کہانی نویس ، اسکرپٹ رائٹراور نغمہ نگارکے طور پر جانےپہچانے جاتےہیں فلموں کے لیے صحافت بھی کی اور ڈسٹری بیوٹر بھی تھے ان کے نام سے ۳۹ فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں سے مشہور ہونے والی فلموں میں سے ۱۳ میں یہ فلم ساز تھے بہ طور ہدایت کار چھ فلمیں،بہ طور مصنّف تین فلمیں اور تین فلموں میں بہ طور نغمہ نگارکام کیا فلم ”انسان اورا دمی “ کاایک نغمہ ”نور جہاں کہیں بھی جائےمیراپیار یاد رکھنا “بہت مشہور ہوا ۱۹۶۷ء میں ریلیز ہونے والی فلم”انسانیت“کے نغمات شباب کیرانوی نے لکھے"ہائے رے محبت ہائے رے ،محبت میں سارا جہاں جل گیاہے زمین جل گئی آسماں جل گیاہے، میرےہم دم میرے ساتھی میں تیری دمساز ہوں"-ان کا مجموعہ کلام ” موج شباب “ بھی شائع ہوا -

غزل گو شعراکےفلمی گیت

شوکت تھانوی کا شہرہ بہ طور ناول نگار ہوا حالاں کہ شوکت تھانوی نے کالم لکھےافسانہ نگاری کرتے ر ہے شاعری بھی کی تھی اور ڈرامہ نگار بھی ہیں کل ۶۰ کتابیں مختلف اصناف کی شائع ہوئیں مزاح پر بھی کتب لکھی تھیں شاعری پرکتاب " گہرستان" قابلِ ذکرہے لاہورمیں ۱۹۴۳ میں پنچولی آرٹ پکچرز کے لیے کہانیاں لکھیں اور نغمہ نگارکے طور پر منسلک ر ہے ۱۹۴۳ء میں ریلیز ہونے والی فلم" پونجی" کے لیے دو گانے لکھے ۱۹۴۸ء میں "برسات کی ایک رات " فلم کے لیےبھی نغمہ نگاری کی -

شاعرمشرق شیخ محمد اقبال کسی تعارف کے محتاج نہیں ٹیلی ویژن اور فلم میں آپ کے کلام کوا ج تک کسی نہ کسی رنگ میں پیش کیا جاتاہے ۱۹۴۱ء میں آپ کے کلام " غم زدوں کا یا خدا تیرے سوا کوئی نہیں " کو فلم" مسلم کا لعل "میں پیش کیاگیا تھا ۱۹۴۴ء میں علامہ کے کلام" جہاں کے علیم ، رب کریم ، جو مرض لادواہےاس کے حکیم" کو فلم "عصمت " میں پیش کیاگیا اسی فلم میں علامہ اقبال کی نظم "لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری " کو حصہ بنایا ۱۹۴۷ء میں ریلیز ہونے والی فلم "عابدہ " میں علامہ کا کلام" کون سی قوم فقط تیری طلب گار ہوئی " شامل کیاگیا اقبال کا کلام "سارے جہاں سےاچھا ہندوستان ہمارا" سب سےپہلےفلم"ہندوستان ہمارا" ۱۹۵۰ء میں شامل کیاگیا ۱۹۵۹ء میں ریلیز ہونے والی فلم "ہماراگھر " میں فلمایاگیا مزید اس کلام کو "یہ گلستان ہمارا" فلم میں حصہ بنایاگیا یہ فلم ۱۹۷۲ء میں نمائش کے لیےپیش ہوئی تھی ۱۹۶۶ء میں علامہ کے کلام " کبھی اے حقیقت منتظر نظرا لباس مجاز میں کہ ہزوروں سجدے تڑپ ر ہےہیں میری جبینِ نیاز میں "کو فلم " دلہن ایک رات کی" میں پیش کیاگیا ۱۹۷۲ء میں ایک فلم "داستان" بنائی گئی اس فلم میں علامہ کا کلام" نہ توزمیں کے لیے ہے نہ آسماں کے لیے " بھی پیش کیاگیا-

علی سردار جعفری مصنّف ، شاعراور نقاد تھےان کے ۸ شعری مجموعے شائع ہوئے فلمی نغمہ نگارکے طور پر بھی جانےپہچانے جاتےہیں جن فلموں کے لیے نغمات لکھےان میں سے چند یہ ہیں ۱۹۵۲ء فلم " انہونی "ایک گانا،۱۹۵۳ء فلم " ان داتا"ایک گانا ، ۱۹۵۲ء فلم " زلزلہ "تین گانے، ۱۹۵۳ء " فٹ پاتھ" فلم ایک گانا، " دھوبی ڈاکٹر " ۱۹۵۴ سات گانے ، ۱۹۵۵ءفلم " فرار"ایک گانا، فلم " پردیسی " ۱۹۵۷ء چار گانے ، فلم " شہراور سپنا" ۱۹۶۳ء چار گانے، ۱۹۶۴ء فلم " ہماراگھر "چار گانے ، ۱۹۶۵ء فلم" آسمان محل"چار گانےاور ۱۹۸۰ء میں نمائش کے لیےپیش کی گئی فلم" نکسلائٹ" میں ایک گانا لکھا

مرزااسد اللہ خاں غالب روایت ساز شاعراور نثّار ہیں سب سے زیاد شرحیں آپ کے شعری کلام کی لکھی گئیں ہیں ان کی تعداد ۱۵۰ سے زیادہ ہیں مرزا غالب کا کلام تو کئی فلموں میں شامل

غزل گو شعراکےفلمی گیت

ہوایےاس کے ساتھ مرزا غالب پرکئی فلمیں ڈرامےاور ڈاکیو منٹری فلمز بنائی گئیں غالب کی جن غزلوں کو فلموں میں شامل کیاگیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے دلِ ناداں تجھےہوا کیاہے،۱۹۳۱ ء فلم"اننگ سینا"، ۱۹۳۲ء فلم" گل بکاؤ لی"،۱۹۴۳ء فلم"ہنٹر والی کی بیٹی"، ۱۹۴۹ء "اپنادیس " فلم فلم " کشمیر ہماراہے " ۱۹۵۰ء ،فلم "مرزا غالب " ۱۹۵۴ء میں یہ غزل پیش ہوئی ۱۹۶۱ء میں پاکستان میں غالب پر بننے والی فلم"غالب" میں یہ غزل پیش کی گئی اقبال راہی لکھتے ہیں:

"غالب کے تمام گیت جو نور جہاں نے اپنی ترنم بھری آواز میں
گائے تھے۔مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے۔یہ نہ تھی ہماری
قسمت کہ وصالِ یار ہوتا۔دل ہی تو ہے نہ سنگ خشت۔دلِ ناداں
تجھے ہوا کیا ہے۔نکتہ چیں ہے غم دل۔سب مشہور ہوئے(۱۱)"

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا۱۹۳۶ء فلم" دکن کو ئین"، ۱۹۵۴ء فلم " مرزا غالب "، ۱۹۶۳ء فلم"بیگانہ" ، ۱۹۶۱ء فلم " غالب"-نکتہ چین ہے غم دل اس کو سنائے نہ بنے،فلم "زہر عشق " ۱۹۳۳ء ،اسی سال فلم"یہودی کی لڑکی"، ۱۹۳۵ء "انارکلی" فلم ،"مرزا غالب" فلم ۱۹۵۴ء ،۱۹۶۱ء فلم "غالب"-دل ہی تو ہے نہ سنگ وحشت درد سےبھر نہ آئے کیوں،۱۹۳۱ء "اننگ سینا" ، ۱۹۳۶ء فلم " کروڑ پتی "اسی سال" کیمیاگر " فلم،۱۹۶۱ء پاکستان میں بننے والی فلم"غالب"-آہ کو چاہیےاک عمراثر ہونے تک ،۱۹۴۱ء فلم"معصوم "،۱۹۵۴ء فلم"مرزا غالب"-رہیےاب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو،فلم"قیدی " ۱۹۴۰ء ،۱۹۵۴ء " مرزا غالب "-سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں ،۱۹۳۴ء فلم" عدلِ جہانگیر "-مدت ہوئی ہے یارکو مہماں کیےہوئے ،فلم" اسیر ہوس" ۱۹۳۶ء ، ۱۹۶۱ء فلم"غالب"-کبھی نیکی بھی اس کے جی میں گرا جائے ہے مجھ سے،۱۹۳۹ء فلم"غازی صلاح الدین"،فلم "غالب"۱۹۶۱ء - ہےبس کہ ہراک ان کےاشارے میں نشاں اور، فلم "مرزا غالب"۱۹۵۴ ء،فلم"غالب"۱۹۶۱ء -عشق مجھ کو نہیں وحشت ہی سہی،۱۹۵۴ء "مرزا غالب" فلم-ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہرخواہش پہ دم نکلے،۱۹۵۱ء فلم " گھائل"-دل سے تری نگاہ جگر تک اتر گئی ، ۱۹۳۵ء فلم" کاروانِ حیات"-ہم سے کھل جاؤ بہ وقت مےپرستی ایک دن ،۱۹۴۲ء " لالہ جی" فلم -پھر مجھے دیدہ تر یاد آیا ،۱۹۴۷ء فلم" سرائے کےباہر " ، ۱۹۵۴ء فلم" مرزا غالب" فلم " شاعرکشمیر مہجور"۱۹۷۲ء -تسکین کو ہم نہ روئیں جو ذوقِ نظر ملے۱۹۶۱ء فلم " غالب " -چاہیےاچھوں کو جتنا چاہیے،فلم " چراغ جلتا رہا " ۱۹۶۲ء -دل ڈھونڈتاہےپھر وہی فرصت کے رات دن ،فلم" موسم" ۱۹۷۵ء میں پیش کیا ان غزلیات کواوران کے علاوہ کئی غزلوں کو ریڈیو ، ٹیلی وژن ، اسٹیج اور فلم سےپیش کیاگیاہےاورکیا جا رہاہے -

غزل گو شعراکےفلمی گیت

فہمیدہ ریاض ایک اردو شاعرہ ہیں۱۵ کتابیں فکشن اور شاعری پرلکھیں چھ شعری مجموعے شائع ہوئے " زخم تمنا ۱۹۶۲" ، پچھلے موسم کا پھول ۱۹۸۸ء ، اور " بند ہوتا بازار " قابل ذکر ہیں ۱۹۸۳ء میں نمائش کے لیےپیش کی گئی فلم " سوکھا" کے نغمات تحریرکیے

فیاض ہاشمی شاعر تھے ان کو زیادہ شہرت اور پہچان نغمہ نگاری سے ملی-فلم" سورگ سے سندر " ، " صلح " ، "میگھ دوت" اور" کرشن لیلا" میں نغمے تحریرکیےاوراسکرپٹ بھی لکھا ۱۹۵۵ء تک بھارت میں رہے ۱۹۵۶ء سے ۱۹۹۷ء تک پاکستان میں ۱۴ فلمیں کیں جن میں فیاض نے کہانیاں لکھیں نغمے لکھےاور ڈائریکشن بھی دی فلم" سہیلی" کے نغمات لکھے "اولاد" ، "جاسوس" ، "آوارہ "، "عیدمبارک" ، "دو ساتھی"، "زمانہ کیا کہے فلم "ہم ایک ہیں" کے نغمہ نگاراور ہدایت کار بھی تھے

علی سفیان ا فاقی لکھتے ہیں:

"جمیلہ رزاق نے کچھ عرصے بعد کراچی میں ایک فلم'ہم ایک ہیں' بنایی تھی جس کے مصنف، ہدایت کار اور نغمہ نگار فیاض ہاشمی تھے(۱۲)"

فلم "اے دل ہے مشکل" ۲۰۱۶ء اور "محفل" ۲۰۱۱ء میں ان کالکھا نغمہ شامل کیاگیا ۱۹۶۰ء میں فلم"سلمیٰ"کے نغمے لکھے ان کے جو نغمے مشہور ہوئے اے قائد اعظم تیرااحسان ہےاحسان ،چلو چلیں ،آؤ بچو سیرکرائیں تم کو پاکستان کی ،چلواچھا ہوا تم بھول گئےاک بھول ہی تھا تیرا پیاراوساجناں ،آج جانے کی زد نہ کرو ، زندگی ہے یا کسی کاانتظارہے

فیض احمد فیض غزل اورنظم میں شاعری کی اورخوب کی ان کی غزلوں اور نظموں کو کئی گلوکاروں نے گا کر شہرت پائی مہدی حسن نےفیض کی غزل " گلوں میں رنگ بھرےبادِ نور بہار چلے" گا کر فیض کواورخود کوامرکر دیا فیض اس غزل کواپنی نہیں بالکل مہدی حسن کی غزل کہتے تھے فلم" جاگو ہواسویرا " کااسکرپٹ تحریرکیا فلم" دورہے سکھ کاگاؤں " کا بھی اسکرپٹ لکھا ۱۹۸۳ء میں ریلیز ہونے والی فلم " مزدور " کے لیے " ہم محنت کش اس دنیا میں " نغمہ تحریرکیا ۱۹۴۷ء میں نمائش کے لیےپیش کی گئی فلم" رومیو جیولیٹ" میں ان کا کلام" دونوں جہاں تیری محبت میں ہارکے " شامل کیاگیا گلوکارہ نسیم بیگم کو فلم "شام ڈھلے " میں فیض کی غزل " سوبار چمن مہکاسوبار بہارا ئی"گانےپرایوارڈ ملا ۱۹۵۷ء میں فلم "قیدی "میں فیض کا کلام "مجھ سےپہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ"شامل کیاگیا فیض کا کلام "گلوں میں رنگ بھرے" دو فلموں "فرنگی" ۱۹۶۴ء اور "حیدر"میں شامل کیا گیا۱۹۸۶ ء میں ریلیز ہونے والی فلم"انجمن " میں فیض کا کلام " کہاں کہاں سے گزر گیا " شامل کیاگیا

غزل گو شعراکےفلمی گیت

کلیم عثمانی کا مجموعۂ کلام” کلام حرفِ دیوار “ شائع ہوا -۱۷۰ گانے تحریرکیے ان فلموں میں ۵ سپر ہٹ رہیں پہلی سپر ہٹ فلم” عندلیب “۱۹۶۹ء ،۱۹۷۱ء فلم” دل اور دنیا“،۱۹۷۲ء فلم”سبق “،ناول پر مبنی فلم” غرناطہ “ ۱۹۷۳ء ، ۱۹۷۳ ء فلم” زندگی “ بھی سپر ہٹ رہی ان کی پہلی فلم” انتخاب “ تھی جس میں کلیم عثمانی نے گیت لکھےان کی دیگر قابل ذکر فلمیں ” بڑاا دمی “ ۱۹۵۷ء ، ”راز“ فلم”دھوپ “ ۱۹۶۳ء، ”وہ دونوں “ ۱۹۶۶ء ،”ہندی حسن“ ”گھرانہ“،”زندگی“ ہیں ان کےسرفہرست نغمات یہ ہیں میٹھی میٹھی بتیوں سے جیانہ جلا ، آج اس شوخ کی تصویر سجالی میں نے ،ان کی نظروں سے محبت کا جو پیغام آیاہم یہ سمجھے کہ چھلکتا ہوااک جام آیا ،تیرے بھیگےبدن کی خوشبو سے لہریں بھی ہوئیں مستانی سی ،تیراسایہ جہاں بھی ہو سجناں ،تیرے سنگ دوستی -انہوں نےایک قومی گیت لکھا جس کوبہت پذیرائی ملی ”اس پرچم کے سائے تلےہم ایک ہیں ہم ایک ہیں“ -۱۹۷۳ء میں فلم” گھرانہ “ کے گیت ”تیراسایہ جہاں بھی ہو سجناں “ پرایوارڈ ملا فلم” زندگی “ پر نگار فلم ایوارڈ ملا یہ گانا” تیرے سنگ دوستی“ تھا

کیفی اعظمی کااصل نام سید اختر حسین رضوی ہے نظم ۱۱ سال کی عمر میں لکھی ان کا شعری مجموعہ ” جھنکار“ شائع ہوا کیفی اعظمی بھارتی اداکارہ شبانہ اعظمی کے والد اور شاعر جاوید اخترکے سسر تھے ۴۱ فلموں کے لیے ۱۰۱ نغمات تحریرکیے ان کاایک بڑا کارنامہ داستانوی ادب کی داستان ” ہیر رانجھا“ کے منظوم مکالمے لکھنا تھاان کی فلموں میں قابل ذکر” کاغذ کےپھول“ ۱۹۵۹ دو نغمات ، ۱۹۵۵ء فلم ”ناطہ“ایک گانا ،فلم” لالہ رخ“ ۱۹۵۸ء پانچ گانے ، ۱۹۵۹ء فلم”چالیس دن “تین گانے،۱۹۶۰ء فلم” اپنا ہاتھ جگن ناتھ“ دو گانے ،۱۹۶۱ء فلم” شمع “۱۱ گانے، اسی سال ریلیز ہونے والی فلم”شعلہ اور شبنم “دو نغمات اور ۱۹۶۲ء میں فلم” نقلی نواب “ میں بھی نغمات تحریرکیے فلم” نسیم“ میں اداکاری بھی کی ان کے جن نغمات نےبین الاقوامی شہرت حاصل کی وہ یہ ہیں-چلتے چلتے یوں ہی کوئی مل گیا تھا، دھیرے دھیرے مچل اے دل بے قرارکوئی آتاہے ، ملے نہ پھول تو کانٹوں سے دوستی کرلی ،یہ دنیا یہ محفل میرے کام کی نہیں ،دو دل ٹوٹے دو دل ہارے ، ملو نہ تم تو ہم گھبرائیں ملو تو آنکھ چرائیں ہمیں کیا ہو گیاہے ،آج سوچا توآنکھ بھرائی ، تم اتنا جو مسکرا رہے ہو کیا غم ہے جس کو چھپا رہے ہو،جھکی جھکی سی نظر -کیفی اعظمی کے یہ نغمات بالی ووڈ فلم انڈسٹری میں کلاسیک کادرجہ رکھتےہیں

قتیل شفائی کااصل نام محمد اورنگ زیب ہے قتیل تخلص کرتے تھے جب کہ شفائی نام ان کےاستاد نے رکھا -ان کا شماراچھے شعرا میں ہوتاہے پاکستان میں نمائش کے لیےپیش کی گئی پہلی فلم” تیری یاد “ کے گیت لکھے-تئیس فلموں میں نغمات تحریرکیے ان کی غزل ”گرمئ حسرتِ ناکام سے جل

غزل گو شعراکےفلمی گیت

جاتےہیں“ کافی مشہور ہوئی -تین نغمات فلم” پھر تیری کہانی یاد آئی“ میں بہت مشہور ہوئے تیرے در پر صنم ہم چلےائے ،دل دیتاہے رو ر و دہائی کسی سے کوئی پیار نہ کرے ،بادلوں میں چھپ رہا چاند کیوں -ان کی مشہور فلمیں ” نائلہ“ ، ” انارکلی“ ، ”انتظار“، ” عشق لیلیٰ“ ، ” یہ ہے ممبئی میری جان“ ، ” ناجائز “،” شیریں فریاد“ ، ”نائلہ“، ” زہر عشق“ ،” انتظار،”تیری یاد“ اور” پھر تیری کہانی یاد آئی“ ہیں-

قُلی قطب کا پورا نام محمد قُلی قطب ہے ان کا کلام” پیا باج پیالا پیا جائے نا“ ۱۹۷۵ء میں ریلیز ہونے والی فلم”نشانت“ میں شامل کیاگیا-

گلزارشاعر،افسانہ نگاراورکہانی نویس ہیں بچوں کے لیے کہانیاں اورنظمیں لکھیں ان کا نام سمپورن سنگھ رکھاگیاابتداشاعری سےکی فلموں میں بہ طور ہدایت کار، مکالمہ نویس ، کہانی نویس اور نغمہ نگارکے طور پرخدمات سرانجام دے ر ہےہیں ڈاکٹر انوار احمد لکھتے ہیں:

”فلمی گیت نگاری میں بہت شہرت پائی فلمیں ڈائریکٹ بھی کیں(۱۳)“

فلم”بندنی“ کے لیےایک خاص سیچوایشن کاگانا لکھا جس کی وجہ سےبہت مشہور ہوئے گلزار نےاپنا پہلاگیت فلم ”کابلی والا“ کے لیے لکھا فلمیں پرڈیوس بھی کیں ٹیلی ویژن کے لیے ڈرامہ ”مرزا غالب“ لکھااور ڈائریکٹر بھی خود ہی کیا تھایہ ایک شاہ کار ڈراماہے ان کے کئی نغمات مقبول خاص و عام ہیں جن میں چند یہ ہیں تیرےبنا زندگی سے کوئی شکوہ تو نہیں ، دل ڈھونڈتاہےپھر وہی ،آنے والا پل جانے والاہے ،آج کل پاؤں زمین پر ، تجھ سے ناراض نہیں زندگی ، روز روز آنکھوں تلے ، تم آگئےہو نوراگیاہے ، مسافر ہوں یارو ،بول نہ ہلکےہلکے ، جھوم برابر ،چپہ چپہ چرخا چلے ، چل چھیاں چھیاں چھیاں چھیاں -۲۰۰۴ء بھارت کے موسیقار و میوزک کمپوزراےار رحمن کو فلمی دنیا کاسب سےبڑاایوارڈ آسکرایوارڈ (اکیڈمی ایوارڈ) ملا یہ فلم”سلم ڈاگ میلینئر“تھی اوراس نغمے کو گلزار نے لکھا تھا جن فلموں میں ان کے نغمات کوبہت سراہاگیا ان میں آنند ، گڈی ، باورچی ، نمک حرام ، دودنی چار ، خاموشی ، سفر،آندھی، موسم ، گول مال ، گھر ، معصوم ، جیوا ، پریچے ، ماچس ، دل سے قابل ذکر ہیں

مظفر وارثی کااصل نام مظفر صدیقی ہے حمد اور نعت تحریرکیں فلم” ہم راہی “ کے نغمات تحریرکیے اس فلم میں جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء کےاصل واقعات دکھائے گئےہیں میدان جنگ کے مناظرکے علاوہ اس وقت کے صدر جنرل محمد ایوب خان کی چھ ستمبر ۱۹۶۵ء کی صبح کی تاریخی تقریرکاایک اقتباس اوراس جنگ کےاہم کرداروں وزیرخارجہ ذوالفقار علی بھٹو ، آرمی چیف جنرل موسیٰ خان ، ائیر

غزل گو شعراکےفلمی گیت

مارشل نوری خان ، نیوی مارشل نورخان ، نیوی چیف افضل الرحمان ، چینی وزیراعظم چوائن لائی اورانڈونیشیا کے صدر "سوئیکارنو" دکھایاگیا جنہیں زمانہ ہمیشہ یاد رکھے گا ان کا لکھا ہوا کلام جو کافی مشہور ہوا ،کرم کی اک نظر ہم پرخدارا یا رسول اللہ ﷺ ،ہو گئی زندگی مجھےپیاری، مل گیا جب سے غم گسار مجھے،کیا کہوں اے دنیاوالوں کیا ہوں میں ،مان بھی جاؤ گڑ یارانی نہیں روٹھنااچھا ،مجھے چھوڑ کراکیلا کہیں دور جانے والے ،زخم تیری جدائی کا زخم جگر میں ہے، قدم قدم پر نئے دھوکےہیں زندگی کے لیے ،یاد کرتاہے زمانہ انھی انسانوں کو،اے خدااے خدا جس نے کی جستجو مل گیااس کو تو -ان کے علاوہ بھی کئی گلوکاروں نےان کے کلام کو پیش کیا ،کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہاہے وہی خداہے ، تو کجا من کجا -

مظہرامام نےمجموعی طور پر ۱۳ کتابیں لکھیں شعری مجموعے ”زخم تمنا“ ۱۹۶۲ء ”پچھلے موسم کا پھول“ ۱۹۸۸ء اور ”بند ہوتا بازار“ شائع ہوئے ۱۹۹۴ء میں ریلیز ہونے والی فلم”سکھ کی دولت“ کے نغمات لکھے-

منیر نیازی اردواور پنجابی میں شاعری کی پورا نام منیراحمد نیازی تھا ان کی غزلیات کو فلموں کا حصہ بنایاگیا فلم ”سسرال“ ۱۹۶۲ء دو ،۱۹۶۲ء فلم ”شہید“ایک غزل ، ۱۹۶۵ء فلم”تیرے شہر میں “ اور ۱۹۷۶ء میں فلم”خریدار“ میں ان کی غزلوں کوبہت سراہاگیا ان کی جن غزلوں کو فلموں میں شامل کیاگیا وہ یہ ہیں-اس بے وفا کا شہرہےاور ہم ہیں دوستو ، جااپنی حسرتوں پہ آنسوبہا کے سو جا ، جس نے میرے دل کو درد دیااس کو میں نےبھلا یا نہیں ، کیسے کیسے لوگ ہمارے دل کو جلانےا جاتےہیں ، زندہ رہیں تو کیا مر جائیں ہم تو کیا، آگئی یاد شام ڈھلتےہی -

میرتقی میراردو شاعری کے سر تاج ہیں میر تقی میرکی غزلیات کو مختلف فلموں میں فلمایاگیا ان کی ایک غزل ”دکھائی دیئے یوں کہ بے خود کیا“ کو ۱۹۸۳ء میں فلم ”منڈی “ میں پیش کیاگیا اسی غزل کو ۲۰۰۱ء میں منٹو کےافسانے ” کالی شلوار“ پر مبنی فلم” کالی شلوار“ میں پیش کیاگیا اس غزل کو ۱۹۸۲ء میں ریلیز ہونے والی فلم” بازار“ میں بھی شامل کیاگیا پاکستان کے مایہ ناز ڈائریکٹر شاعر، فلم مصنّف نے میر تقی میر پرایک فلم” ماہِ میر“ لکھی یہ فلم۲۰۱۶ء میں ریلیز ہوئی اس فلم کی کہانی سرمد صہبائی نے لکھی فلم میں ”یہ دھواں سا کہاں سےاٹھتا ہے“، ”اس کا خرام“، ”سحر گہ عید میں دور سبو تھا“ غزلیات شامل ہیں-

حکیم محمد مومن خان مومن غزل گوشاعر تھے ۲۰۰۳ء میں فلم” تہذیب “میں مومن کی غزل ” مجھ پہ طوفان اٹھایا لوگوں نے“ پیش کی گئی -

غزل گو شعراکےفلمی گیت

میر ببرعلی انیس کو میراانیس کے نام سے جانا پہچانا جاتاہے چلےبعد دوپہر رن کو نہ تھا کوئی جو سنبھالے رکاب تو سن کو" نےفلم " شنکر حسین" میں بہت مقبولیت پائی-اس فلم کو ۲۱ جولائی ۱۹۷۷ء میں ریلیز کیاگیا رشیدا نجم لکھتے ہیں:

۱۹۷۷ "ء" شنکر حسین " موسیقار خیام " حسین جب چلے بعد
دوپہر رن کو(۱۴)"

نخشب کااصل نام اختر عباس تھا فلموں میں بہ طور نغمہ نگاراور مصنّف خدمات سرانجام دیں فلم"زینت" میں ان کی لکھی ہوئی قوالی "آہیں نہ بھریں شکوے نہ کئے کچھ بھی نہ زبان سے کام لیا" مقبول ہوئی -" یہاں بدلہ وفا کا بے وفائی کے سوا کیا محبت کرکےبھی دیکھا محبت میں بھی دھوکاہے" یہ نغمہ "جگنو" فلم میں شامل تھا بھارت میں ان کی چار فلمیں ریلیز ہوئیں پھر نخشب پاکستا ن آگئے پاکستان میں ان کی قابل ذکر فلمیں "فانوس "،"مے خانہ"، " نجومی"،"نتیجہ" اور "نغمہ"شامل ہیں فلم" نتیجہ" کا نغمہ" کہاں میں اورکہاں دیر و حرم کی کش مہ کش" اور فلم" نغمہ" ۱۹۵۳ء " کس کے نقش پا پر رکھ دیاگھبرا کے سر میں نے " بہت مشہور ہوئے علی سفیان آفاقی لکھتے ہیں:

"شاعر کی حیثیت سے نخشب صاحب کی مہارت سے انکار کر
بہت مشکل ہے خصوصا فلمی شاعری کے حوالے سے نخشب وہ
شاعر تھا جس نے محض شاعری کی بدولت دنیا میں سب کچھ
حاصل کر لیا تھا(۱۵)"

نغمہ نگاری ترک کرکےفلموں میں بہ طور فلم ساز ، ہدایت کاراور مصنّف کے کام کرنے لگےمجموعی طور پر فلموں کے لیے نخشب نے ۴۹نغمات تحریرکیے ندا فاضلی نے شاعری کی ناول لکھےاورخاکہ نگاری کی ان کے چھ شعری مجموعے شائع ہوئے فلموں کے لیے نغمہ نگاری کی اور مکالمات بھی تحریرکرتے ر ہے یونس ہمدم لکھتے ہیں:

"ندا فاضلی کی ایک شہرت یہ بھی ہے کہ جس طرح فلموں میں
لکھے گئے گیت مقبولیت کا حاصل رہے اسی طرح ندا فاضلی کی
کچھ غز لیں جو فلموں سے ہٹ کر غزل کے مشہور سنگروں نے
گائیں انہیں بھی بڑی شہرت حاصل ہوئی جیسے غلام علی کی
گائی ہوئی غزل " تنہا تنہا دکھ جھیلیں گے محفل محفل گائیں گے
(۱۶)"

غزل گو شعرا کے فلمی گیت

۷۶فلموں کے لیے ندا نے گانے لکھے-جو نغمات بہت مشہور ہوئے - ہوش والوں کو خبرکیا ہے خودی کیا چیز ہے ، آ بھی جاا بھی جاۓ صبح آ بھی جا ، کہیں دور جب دن ڈھل جائے ،دل کی تنہائی کوا واز بنا لیتےہیں،ہر طرف ہر جگہ ہے شمارا دمی -

ابوالمنصور مرزا واجد علی شاہ نےادب ، تھیٹراورکتھک ڈانس کو فروغ دیا شاعری کرتے تھےان کے کلام کو ۱۹۳۸ء میں ریلیز ہونے والی فلم "سٹریٹ سنگر" میں شامل کیاگیا یہ کلام"بابل تورا نہار چھوٹوں گئے" ٹھمری تھی ۱۹۷۷ء میں فلم " شطرنج کے کھلاڑی " میں ان کا کلام فلمایاگیا " ہنڈولا جھولے شیام" اور " تڑپ تڑپ سگری رین گجری " دونوں کلام "شطرنج کے کھلاڑی" فلم کا حصہ بنے واجد ہ تبسم کی مجموعی طور پر ۲۷ کتابیں شائع ہوئیں شاعری کرتیں تھیں فلموں کے لیےاسکرپٹ لکھاگیت نگاری کی اور مکالمے لکھے ۱۹۹۸ء میں فلم" جیالا" کااسکرپٹ لکھا نغمات تحریرکیےاور مکالمات بھی واجدہ تبسم کے لکھےہوئے تھے

وارث لدھیانوی کااصل نام چودھری محمد اسمٰعیل تھا اردواور پنجابی شاعری کی - وارث تخلص " عاجز" کرتے تھے اردو کلام ۱۹۴۶ء میں " کافیانِ عاجز" کے نام سے شائع ہوا -اپنےاستاد کے حکم پر " عاجز " تخلص بدل کر" وارث " رکھ لیااور پنجابی شاعری کرنے لگےاوراپنا نام بھی " وارث لدھیانوی " رکھ لیا ۲۲ فلموں میں گیت لکھےان کی مشہور فلمیں " شہری بابو" ،" کرتار سنگھ"، " مکھڑا" ، " مٹی دیاں مورتاں "،" بدلہ"اور " رنگیلا" شامل ہیں ان کے لکھےہوئے جو گانےبہت مشہور ہوئے - دیساں دا راجہ میرےبابل دا پیارا جندڑی دے دل داسہارا نی ویر میرا کوڑی چڑھیا،گوری گوری چاندنی دی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاں، دلا ٹھر جا یار دا نظارہ لہن دے، میرادل کچ دا کھڈونا، دلاں دیاں میلیاں نے چن جیاں ،پھِکی پے گئی چن تاریاں دی لوتواجے وی نہ ، وے سب توں سوہنیاں ہائے وے من موہنیاں، وے میں دل تیرے قدماں چے رکھیا تو جا کے وکھا تے سئی ،ادب نے فلم کے ہر رنگ کو اجاگر کیا ہے غزل گو شعرا کے کردار کے بغیر فلم کا ہر شعبہ تشنہ رہتا ہے ا ج بھی اردو کے ادیب اور شاعر فلم سازی میں اپنی توفیق کے مطابق حصہ ڈال رہے ہیں اب یہ فلم والوں کی اپنی ایما پر ہے کہ وہ ان تخلیق کاروں سے کتنا فائدہ اٹھاتے ہیں -

غزل گو شعراکے فلمی گیت

حوالہ جات

1. قیصر جہاں ، ڈاکٹر ، اردو گیت ، دہلی:مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ، ۱۹۷۷ء، ص ۷۰
2. جان نثاراختر ، فلم اور گیت ، مشمولہ: آج کل فلم نمبر ، ص ۱۱۶
3. علیم صبا نویدی ، اردوادب میں گیت ، مشمولہ: اذکار(مدیر: ڈاکٹرانیس صدیقی) ، شمارہ ۱۱، بنگلور: کرناٹک اردواکادمی ، جون ۲۰۰۹ء،ص ۲۳۵
4. ندا فاضلی ، فلموں میں گیت سازی، مشمولہ: آج کل فلم نمبر ، ص ۱۲۳
5. شفق سوپوری ، ڈاکٹر ، مخزنِ موسیقی ، دہلی : ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۲ء، ص ۱۲۵
6. شاکر خلیق،پروفیسر،اردو کی کہانی فلوں کی زبانی،مشمولہ : تمثیل نو(مدیر : ڈاکٹر زہرہ شمائل) ماہنامہ ، دربھنگہ : آفسیٹ پریس ، جنوری تا ستمبر ، ۲۰۱۰ص۵۲
7. علی سفیان آفاقی ، فلمی الف لیلہ ، جلد دوم ، کراچی : اٹلانٹس پبلیکیشنز ، ۲۰۱۷ء، ص ۳۰
8. عابد،سیّد،امیر خسرو، مشمولہ:امیر خسرواور موسیقی(مرتبہ:ادارہ تحقیق موسیقی)،لاہور:ادارہ تحقیق موسیقی،۱۹۷۵،ص۲۳
9. فلمی الف لیلہ جلد دوم ، ص ۳۸۰
10. سجاد احمد سجاد ، فلم اور سنگیت کی دنیا ، کراچی : زینب پبلی کیشنز ، ۲۰۱۲ء، ص ۲۴
11. اقبال راہی ، فلمی تاریخ ، حیدر آباد : سنگم پبلی کیشنز ، ۲۰۱۸ء، ص ۸۰
12. علی سفیان آفاقی ، فلمی الف لیلہ جلد سوم ، کراچی : اٹلانٹس پبلی کیشنز ، ۲۰۱۷ء، ص۳۷۷
13. انوار احمد ، ڈاکٹر ، اردو افسانہ ایک صدی کا قصہ ، فیصل آباد : مثال پبلشرز ، ۲۰۱۰ء،ص۷۷۴
14. رشید انجم ، ادب سے فلم تک ، بھوپال : ائیر پرنٹرس ، ۲۰۱۷ء،ص ۷۳۵
15. فلمی الف لیلہ جلد سوم ،ص ۱۵۰
16. یونس ہمدم ، یادیں باتیں فلم نگر کی حصہ دوم ، کراچی: فرید پبلشرز، ۲۰۱۸ء، ص ۲۳۲